شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

مدبّرِ اعظم ...... سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اکتالیس سال جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حکمرانی بخشی اور پھر خیرالقرون سے متصل یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل بعد کے دور میں جسے گورنری اور امارت کا منصب نصیب ہوا اس کی عظمت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اس جلیل القدر فرزندِ اسلام کے دور میں جہاد کا ٹوٹا ہوا سلسلہ پھر قائم ہوا۔ لا الٰہ کا پرچم بلند ہوتا رہا، مالِ غنیمت، سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا اور مسلمانوں نے راحت و آرام اور عدل و انصاف سے زندگی بسر کی۔

صحیح بخاری کتاب الایمان اور صحیح مسلم کتاب الاقضیہ کی حدیث ہے کہ فتحِ مکہ کے موقع پر نبیِ قبلتین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے اس امیر اور ان کے خیمے میں رہنے والے سب افراد کو اپنا محبوب قرار دیا۔ جامع ترمذی باب المناقب میں ہے کہ مسلمانوں کے اس امیر کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے اللہ! تو اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے۔ ان کی بہن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، ان کے والد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن اور جوانی کے گہرے دوست اور فتح مکہ کے بعد اسلامی مملکت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ اوّلین گورنر تھے۔ یہ خود کاتبِ وحی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم ترین فرامین کے لکھنے والے ہیں! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے داماد حضرت ابوالعاص اور ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہما کے وہ قریبی عزیز تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہم زلف اور ان کی بہن حضرت زینب کی بیٹی امِ محمد کے محترم خسر تھے۔ اللہ نے انھیں دل و دماغ کی غیر معمولی خوبیاں دے رکھی تھیں۔ اسلام کے مدبّروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) جیسی شخصیت نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے درباروں کے بڑے بڑے مدبر، ان کے سامنے کچھ نہیں تھے، اللہ نے اتنا ٹھنڈا مزاج دیا تھا کہ دوسروں کی زبان سے گالیاں سن کر بھی بھڑکتے نہ تھے بلکہ طنز کا جواب دلجوئی سے دیتے تھے۔ حلم نبیوں کی بہترین صفتوں میں سے ایک صفت ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں اس صفت کے لیے وہ بہت سوں سے ممتاز تھے۔ سرورِ کائنات کے بعد تو لوگ انھیں حلم کا نمونہ سمجھتے تھے۔ گالی دینے والوں کا منہ بھی انھوں نے موتیوں سے بھر دیا۔ ان کی فکر بڑی مرتب اور نظر گہری بھی تھی وسیع بھی تھی۔ کوئی شخص اپنی بات شروع کرتا تو وہ فوراً اس کا مدعا بھانپ لیتے تھے۔

البدایہ والنہایہ میں ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران فرماتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حق پر فیصلہ کرنے والا نہ پایا۔ ابواسحٰق سُبیعی کہتے تھے کہ: اگر تم نے ان کو دیکھا یا

ان کا زمانہ پالیا ہوتا تو عدل وانصاف کی وجہ سے تم ان کو مہدی کہتے۔ امام اعمش انھیں المصحف پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ وہ فقیہ تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جس شخص کے لیے خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے یعنی فقیہ بنا دیتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جنت کی بشارت دی تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو انھوں نے پورا کیا۔ ان کی سرداری اور اسلامی شوکت کا نظارہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر خواب کی حالت میں دکھلایا۔ مالک الملک نے عقل اور ایمان کی دولت کے ساتھ ساتھ انھیں بڑی دلفریب اور وجیہ شخصیت بھی عطا فرمائی تھی۔ اونچا پورا قد تھا۔ سرخ وسفید رنگت۔ چہرہ بڑا باوقار لہجہ متین اور باتیں بڑی سیانی کرتے تھے۔ ابنِ طباطبا نے اپنے کتاب الفخری میں لکھا ہے کہ وہ فرزانہ وعالم تھے! حلیم اور باجبروت حکمران تھے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے انھیں بے انتہا محبت تھی۔ اصابہ استیعاب اور تاریخ کامل میں ہے کہ مرنے لگے تو وصیت کی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا تھا پھر ایک بار اپنے بال اور ناخن عطا فرمائے تھے۔ میرے کفن میں وہ کپڑے ملا دینا، ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں، منہ اور سجدے جگہوں پر رکھ کر مجھے قبر کے حوالے کر دینا۔ امام ابنِ تیمیہ، ابوبکر ابن العربی اور رضا شاہ خان بریلوی انھیں خلیفۂ راشد کہتے ہیں۔

یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے جن کا انتقال ۷۸ برس کی عمر میں ۲۲ رویں رجب ۶۰ ھ کی رات کو ہوا۔ اس مدبّرِ اعظم کی وفات پر آج بھی تخریب کار چھپ چھپ کر کونڈے بھرتے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔

(مطبوعہ: طوبیٰ)